ڈاکٹر سید عبداللہ

دَورِ اسلامی میں ابتدائی تعلیم کا انداز

[خطبہ جو انجمن فاضلین ادارۂ تحقیق و تعلیم پنجاب یونیورسٹی کی سالانہ تعلیمی کانفرنس میں ۸ دسمبر ۷۶ء کو پڑھا گیا]

حضرات! تعلیم کے مسائل بے شمار ہیں اور ابتدائی تعلیم کی مشکلات بے کراں۔ زندگی کے مانند کہ اس کا شجر شاخ در شاخ —— اور اس کا ثمر باغ اندر باغ۔

اس نشست میں ابتدائی تعلیم کے اصولوں پر فاضلانہ گفتگو ہوئی ہے، جی تو چاہتا تھا کہ میں آپ کی پوری کانفرنس کے سب موضوعات پر کچھ کہتا کہ شوق مجھے اکثر طولِ کلام پر مجبور کر دیتا ہے، مگر میں رُکتا ہوں اور ابتدائی تعلیم کے اس تصور کی تھوڑی سی بحث کرتا ہوں جو اسلامی زمانے کے تعلیمی تجربات سے متعلق ہے۔

یہ تو معلوم ہے کہ اسلام میں علم اور تعلیم کی بڑی ہی اہمیت ہے۔ پڑھنے والے اور پڑھانے والے کے بڑے درجے اور بڑی فضیلتیں ہیں لیکن اس وقت مسئلہ ابتدائی تعلیم کا ہے جس کی بحث اس پر منحصر ہے کہ اسلام میں تعلیم کی غایت کیا ہے؟

میں اسلامی تعلیمی ادب سے یہ نتیجہ نکال سکا ہوں کہ اسلام میں تعلیم کی سب سے بڑی غایت انسان کو نیک اور باخدا بنانا ہے۔ اور نیکی سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ عقیدوں اور عبادتوں کے ذریعے خدا تک پہنچے اور یہ بھی کہ معاملات میں وہ ایک مثالی انسان بنے تاکہ اپنی زندگی کو بامعنی بنا کر معاشرہ کو بھی باثروت بنائے۔ اور بنی نوع انسان کے دکھوں میں ان کا شریک ہو۔

یہی وجہ ہے کہ دَورِ اسلامی کے ماہرینِ علم تعلیم کے باب کو تین شعبوں میں تقسیم کرتے ہیں یعنی علم و حکمت، فضیلت اور صناعت، پھر تعلیم کے ساتھ ارشاد کو اور فضیلت کے ساتھ درس کو اور صناعت کے ساتھ روزی اور رزق کو وابستہ کرتے ہیں —— یہی علامہ زرنوجی نے کیا ہے، یہی امام غزالیؒ نے، اور یہی ابن خلدون نے، اور یہی دوسروں نے کہا۔

مقصد اس کا یہ ہے کہ جس چیز کو وہ علم کہتے ہیں وہ انسان کو اعلیٰ انسان بنانے کا سلسلہ ہے اور جو شے روزی

کمانے یا زندگی کے عملی سلسلوں میں کام آتی ہے وہ صناعت ہے اور امام غزالیؒ کے نزدیک معاشِ انسانی کے لیے وہ بھی فرض ہے۔ یہ سب باتیں امام صاحب نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں لکھی ہیں اور آج بھی صناعتوں (تکنیکی علوم) کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی پہلے تھی بلکہ زیادہ ہے مگر نظامِ تعلیم میں ان کا مقام اور وقت خاص غور و فکر چاہتا ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدائی تعلیم میں سب سے زیادہ توجہ بچّوں میں ملکاتِ فاضلہ کی تربیت کی طرف تھی، باقی باتیں ان کے ساتھ ساتھ ——— اور آہستہ آہستہ، تدریج کے ساتھ۔

آج کے ماہرین جو دوسرے انداز میں سوچتے ہیں اور ابتدائی تعلیم میں تخیّل اور مشاہدہ کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور ملکاتِ فاضلہ کو اُبھارنے سے زیادہ ماحول اور معلوماتِ عامّہ سے بچّوں کو روشناس کراتے ہیں، بعض اوقات یہ سُن کر ہنس دیتے ہیں کہ پرانے لوگ بچوں کی تعلیم خوش خطی کی تختی لکھانے اور کریما اور نامِ حق پڑھانے سے شروع کرتے تھے۔

دَورِ حاضر کے ماہرینِ تعلیم کے اس ہنسنے پر ہمیں رونا آتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ بچپن کی نقش پذیر عمر میں بچوں کو نیکی کی باتوں اور نکوکاری کی کہانیوں سے دُور رکھ کر نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہی بچے بڑے ہو کر، مرتے وقت تک، زندگی کو نیکی کا نہیں نفع اور ہشیاری و چالاکی کا کاروبار سمجھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ نفع اندوزی کی سنگ دلی نے (PRAGATISM) کو جنم دے کر خدمت اور نیکی کے سب دروازے بند کر دیئے ہیں۔ پستالوزی رویا کا اس نے اپنے دبستانِ تعلیم میں محبّت اور نیکی اور دردمندی کا اصول جاری کیا۔ (NUN) سرگریباں ہوا اور بولا "انسان کدھر جا رہا ہے، محبت و الفت گم ہے۔ سب ایک دوسرے کو بیچنے پر لگے ہوئے ہیں ———، اس نے کہا بچّوں کو درد آشنا بھی بناؤ اور عاقل بھی ———، مگر ہشیاری اور نفع اندوزی غالب رہی اور اب تک غالب ہے۔ اور دنیا مریض سے مریض تر ہوتی جا رہی ہے۔

بہر حال اسلامی دَور میں تعلیمِ قرآن اور نامِ حق سے شروع ہوتی تھی، اب کے دَور میں (CAT) سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد کا سبق (RAT) اور کتابیں کھول کر ورق ورق کھول کر دیکھ لیجیے کہ (GOD) ندارد ——— یا کہیں پاورق میں ہو گا ——— کیونکہ ابتدائی تعلیم کا اصول مشاہدہ ماحول ہے، ایک اَن دیکھی ہستی کا ذکر کسی سبق میں آئے بھی تو کیونکر؟

اسلام کی ابتدائی تعلیم میں گنتی اور خوش خطی بڑے لازمی عناصر تھے۔ زرنوجی نے کہا ہے جسے حساب نہیں آیا اسے کچھ نہ آیا ——— اور ابن الجوزی نے کہا جسے خوش خطی نہ آئی وہ عمر بھر بدذوق رہا ——— حساب کا ذوق

مسلمانوں کو علم الاعداد۔ ریاضیات، اور علم المناظر والمرایا تک پہنچاتا رہا ـــــ اور خوش خطی نے فنونِ جمیلکی تربیت کی کہ پوری مسلمان قوم ـــــ عالم اور علمی اشکال موزوں کا ذوق رکھنے لگی مگر احبابِ شہر کہتے ہیں کہ مسلمان فنونِ لطیفہ میں کورے تھے کیونکہ انہوں نے مجسّمے نہیں بناتے ـــــ اور انہوں نے کہیوں کو امام غزالی کا ہم رتبہ تسلیم نہیں کیا۔

حساب اور خوش خطی کے بعد درجہ نظم کا آتا ہے جس کی ترتیل آج بھی پرانے مدرسوں میں وجد و حال کا سماں پیدا کرتی ہے ـــــ اور حال یہ تھا کہ قوم کی قوم شعر فہم ہوتی تھی اور اب کیا ہے خود شاعری کے استاد کو چند اشعار اپنے ہی مضمون کے یاد نہیں ہوتے۔ پس میں پوچھتا ہوں کیا شاعری فنونِ لطیفہ میں شامل ہے یا نہیں؟

ابتدائی تعلیم میں معاشرتی علوم کا اگرچہ یہ تصوّر نہ تھا جو آج ہے مگر وہ تعلیم بھی اس کے عناصر سے خالی نہ تھی ـــــ معاشرتی علوم یہی تاریخ، شہریت، معاشرتی خدمت، ـــــ اور شاید علم سیاست و اقتصاد وغیرہ ہی تو ہیں۔ یہ تھوڑی مقدار میں مندرجہ بالا مضامین کے اندر ہی محدود حد تک سمو لیے جاتے تھے کیونکہ ابن الجوزی کے نزدیک ابتدائی تعلیم کا اصول تحدید ہے تکثیر مضامین نہیں۔

میں یہاں روسو کے نظریۂ تعلیم کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں جس کا مثالی متعلم ایمیل بچپن ہی میں درد کی تربیت پاتا ہے، سوسائٹی ـــــ سوسائٹی ـــــ یہی انسانی دنیا کو اچھا بنا سکتی ہے یہی انسانی دنیا کو جہنم بنا سکتی ہے ـــــ اپنے دل میں جذبے کی وہ صداقت پیدا کرو جو سوسائٹی کو انسان ـــــ درد مند انسان بنا دے ـــــ مگر سوسائٹی ہے کیا۔ تمہیں تو ہو، فرد ہی سے سوسائٹی بنتی ہے یہی مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم کا اصل الاصول تھا جو سب کے لیے لازمی تھی۔ آگے اپنی اپنی ذہانت چلتی تھی۔

اور اس سلسلے میں، میں پیسٹالوزی کا ذکر تو کر ہی چکا ہوں کہ اس نے تعلیم میں دبستانِ نیکی قائم کیا ـــــ مگر مغرب نے اس کی نہ سُنی۔ مغرب نے تکنیکل، سائنسی اور انسانی معاشرتی تعلیم کو گڈمڈ کر دیا بلکہ تیسری قسم کو پیچھے ہی چھوڑ دیا ـــــ،

نتیجہ وائٹ ہیڈ (WHITE HEAD) کو یہ پریشانی ہوئی کہ تعلیم نے سائنس کی مدد سے ٹکنوکریٹ (TECHNOCRAT) تو پیدا کر دیئے مگر اس ہجوم بے ہنگام میں انسان ـــــ وہ جنت سے نکالا ہوا انسان ـــــ پھر کہیں گم ہو گیا۔

اس نے اپنی کتاب "مقاصد تعلیم" میں یہ نسخہ تجویز کیا کہ تعلیم کا چکّر قائم کرو۔ پہلے سائنسی تخیلی پھر تخیلی تکنیکی

پھر تکنیکی سائنسی تخیلی۔ اس طرح تخیلی انسانیاتی حصّے کو بار بار تعلیم میں لاؤ۔ تاکہ ٹیکنوکریسی کے اندر گم شدہ انسان مر نہ جائے۔ مگر وہ اب کیا جیئے گا ـــــــ وہ خوش ہے بہت خوش ہے کہ اس نے چاند کر لی ہے گویا تیسری عالم گیر لڑائی اب چاند پر ہو گی۔

تو یہ نتیجہ اس بات کا ہے کہ ہم نے تعلیم کی ابتدا نامِ حق سے نہیں کی ـــــ نیکی کو اپنی غایتوں سے خارج کر دیا اور اب گروہ بندی کو انسان دوستی کا نام دے کر، انسان انسانوں کا شکار کر رہے ہیں ـــــــ اب بادشاہ بادشاہوں سے نہیں لڑ رہے۔ مختلف ملکوں کے کروڑوں عوام دوسرے ملکوں کے کروڑوں عوام سے لڑ رہے ہیں۔

مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں، مَیں یہاں شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامے کا ذکر بھی کروں گا جس میں انہوں نے اپنے بچوں کو تعلیم کا ایک نصاب دیا ہے۔ اس میں ابتدائی دینی اخلاقی تعلیم کی جزئیات کا ذکر کرنے کے بعد وہ یہ لکھتے ہیں :

" در آفتاب بنشینید، کہ گفتہ اند آفتاب حمام عرب است۔ خشن پوشید کہ مردانِ کار خشن می پوشند

و برا سپاں جہند، نشینید کہ ایں شیوہ مردانِ جہاد است "

دیکھا آپ نے ابتدائی عمر ہی سے بچوں کو سخت کوشی اور خارا شگافی اور سپاہیانہ اوصاف پیدا کرنے کی کس طرح تعلیم دی جا رہی ہے "تپتی دوپہر میں چلو ـــــ گھوڑوں پر جست لگا کر چڑھو ـــــ ، اور موٹے کپڑے پہنو" مگر شاہ صاحب کو کیا معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے جس میں لڑکے لپ سٹک استعمال کریں گے اور لڑکیاں بائیسکلوں پر جست لگا کر بیٹھا کریں گی۔ خدا کرے کہ یہ جست یہیں تک رہے۔

حضرات! آج کی نشست میں ابتدائی تعلیم میں اسلامیات کا ذکر بھی آیا ہے۔ اس پر جو کچھ کہا گیا ہے بہت مناسب کہا گیا ہے۔ مَیں اس پر اتنا اضافہ کروں گا کہ اسلامیات کی تعلیم کو ہر مرحلے پر عملی، عقلی اور سائنسی حوالے سے واضح کرنے کی سخت ضرورت ہے جیسا کہ امام غزالیؒ نے احیا میں اور شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ہر جگہ تعلیم کے ساتھ شواہد عقلیہ کا ذکر کیا ہے۔

آخر میں مَیں ابتدائی تعلیم کے ایک اور اہم پہلو کا ذکر کروں گا جس کا ذکر مشہور مصنف علامہ صدیق حسن خاں قنوجی نے اپنے وصیت نامے میں کیا ہے۔ انہوں نے تعلیمی جزئیات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بچوں کو تلقین کی کہ ابتدا ہی سے اپنے قلب کو دعا سے سیراب رکھو۔ ہر سبق دعا سے شروع کرو اور دعا پر ختم کرو، درحقیقت انسان کچھ بھی ہو جائے وہ ایک بے بس مخلوق ہے اسے دعا کے سہارے کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے، اگر ابتدائی تعلیم میں دعا کی عادت پڑ جائے تو دل عمر بھر سیراب رہ سکتا ہے اور اس میں رسولِ خدا کی استعمال کی ہوئی دعائیں سب سے زیادہ مناسب ہوں گی۔ اس طرح آنحضرتؐ کی ذات اور شخصیت سے بھی بچے کا تعارف ہوتا رہے گا۔ اور ظاہر ہے کہ خدا اور خدا کا رسول ہی تو ہمارے دو سہارے ہیں۔ اگر ہماری ابتدائی تعلیم سے دو نام خارج ہیں تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے۔ والسلام۔